تبصرہ کتب

اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنّفین

مؤلف : مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی
مترجم : سیّد سلمان حسینی ندوی
ناشر : مجلس نشریات اسلام، ۱- کے، ۳- ناظم آباد مینشن ناظم آباد نمبر ۱، کراچی
سالِ اشاعت : ۱۹۹۲ء
صفحات : ۸۸
قیمت : ۱۸

زیرِ نظر کتابچہ مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کے اُس عربی مقالے کا شگفتہ اور رواں ترجمہ ہے جو اُنھوں نے "اسلام اور مستشرقین" کے موضوع پر دارالمصنفین (اعظم گڑھ) کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے سیمینار کے لیے بارہ برس پہلے تحریر کیا تھا۔ مقالے کے ابتدائی حصے میں مغربی مستشرقین اور بالخصوص انگریزی زبان میں لکھنے والے ایک دو نسل پہلے کے مستشرقین کی کاوشوں، اُن کی لگن اور مقاصد کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔ عہدِ حاضر کے مستشرقین مثلاً عمرانیاتی زاویۂ نظر کے حامل ارنسٹ گیلنر یا کلفورڈ گیرٹز، اشتراکی ذہن کے میکسم روڈنسن یا مسیحی مبشر کینتھ کریگ جیسے اہلِ قلم کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا۔ مولانا ندوی مسلم اہلِ علم سے توقع رکھتے ہیں کہ اُن کی طرف سے "اسلامی موضوعات پر عمیق و فکر انگیز معلومات اور محققانہ علمی کام کا سلسلہ جاری رہے جو تحلیل و تجزیہ، ماخذ و مراجع کے دیانت دارانہ حوالہ اور مفید و متنوع تفصیلی انڈکس سے (جو مستشرقین کی خصوصیت سمجھی جاتی ہے) معمور ہو---" (ص ۱۹)

> کیا مسلم اہلِ علم کی جانب سے اعلیٰ اور معیاری کاوشیں سامنے آئی ہیں؟ مولانا کے الفاظ میں اِس کے پورے اسباب و قرائن پائے جاتے تھے کہ عالمِ اسلام میں بحث و تحقیق اور اسلامی موضوعات پر مغربی زبانوں میں تصنیف و تالیف کا ایک نیا دور شروع ہوگا، اور ایسی تصنیفات عالمِ وجود میں آئیں گی جن کی زبان و ادب کی چاشنی، اسلوبِ نگارش، قوتِ

استدلال اور فنی مہارت سے فضلائے مغرب متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ لیکن یہ ایک افسوس ناک تاریخی حقیقت ہے کہ یہ توقع پوری نہیں ہوئی اور یہ اندازہ صحیح نہیں نکلا۔ ایک حقیقت پسند مؤرخ اس موقعہ پر مایوسی اور استعجاب کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

جامعات میں تحقیق کا کیا حال ہے؟

> ڈاکٹریٹ کے مقالات اور جامعات میں طلبہ سے مطلوب علمی بحثوں کا نظام، جدید عصری اسلوب میں علمی بحثیں تیار کرنے اور اس کی مشق کرنے کے سلسلہ میں مفید ثابت ہوا، اگرچہ ان میں سے اکثر بحثیں اور مقالات طلبہ کی کثرت اور ذمہ دارانہ نگرانی کے فقدان، اور متعدد جامعات میں سنجیدہ اور علمی رہنمائی کی نایابی کی وجہ سے بہت زیادہ اہمیت اور عملی قدر و قیمت نہیں رکھتے، لیکن بعض ان خصوصیات کی حامل ہیں جو مستشرقین کی تحقیقی خصوصیات میں شمار کی جاتی ہیں---"

زیرِ نظر مقالے کے آخری اور نسبتاً طویل حصے میں عالم اسلام کی علمی کوششوں کا جائزہ لیا گیا ہے جس میں زیادہ تر برصغیر اور عرب دُنیا کا ذکر ہے۔ ترکی اور ایران کے بارے میں معلومات کی کمی کا عذر پیش کیا گیا ہے۔ (ص، ۷۱) مقالے کے بالاستیعاب مطالعے کے بعد مولانا ندوی کی اس رائے سے اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ یہ مقالہ بحث و نظر اور علم و تحقیق کی راہ کے مسافروں کے لیے روشنی فراہم کرے گا اور دشتِ علم کے رہ نورد اپنی منزل کی جانب پیش رفت میں اس سے مدد لے سکیں گے۔ (اختر راہی)